2۔رخ و زلف پر جان کھویا کیا

خواجہ حیدر علی آتش

(1764ء۔۔۔۔1846ء)

ابتدائی حالات:

نام حیدر علی اور تخلص آتش تھا۔ آبائی آباد، لکھنو میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام خواجہ علی بخش تھا جو دلی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ شجاع الدولہ کے عہد میں دلی چھوڑ کر فیض آباد آ گئے۔ ابھی اتس صغیر سن تھے کہ والد وفات پا گئے اس لئے ان کی تعلیم و تربیت بہتر طریقے سے نہ ہو سکی۔آتش نے نواب مرزا تقی خان کی ملازمت اختیار کرلی۔ ان کے ساتھ لکھنا ہوا وے ساری میں بھی ان کی شاگردگی اختیار کی آپ کے ہم عصر شاعر امام بخش ناسخ ہیں کی مار کے مارے آپ قلندرانہ مزاج کے حامل تھے اس لیے کسی دربار سے وابستہ نہیں ہوئے۔

الفاظ کی نگینہ کاری:

آتش غزل گو شاعر تھے۔ ان کی غزلوں میں تغزل کی بیشتر خوبیاں پائی جاتی تھی۔ وہ بھی اپنے زمانے کے دیگر شعراء کی طرح شاعری کا شاعر صناعی، مرصع کاری اور الفاظ کی نگینہ کاری کہتے تھے۔ تاہم آتش کے حامی انو سوقیانہ پن دکھائی نہیں دیتا تھا اس وقت کے لکھنوی شعرا کے کلام میں جا بجا نظر آتا تھا۔ آتش کے کلام میں فرق ہونا تو قال تصوف دنیا کی بے ثباتی پہ پسندی درویشانو رنگ اور اخلاقی مضامین بکثرت دکھائی دیتے ہیں ان کی غزلوں میں تغزل رجائیت سادگی و سلاست نادر تشبیہات و استعارات اور آتش بیانی کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

تصانیف: آتش کی تصانیف میں ان کا کلیات ہی اہم ہے جس میں ان کا وہ سارا کلام شامل ہے جو مختلف اصناف سخن کی صورت میں موجود ہے۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اشکوں	آنسوؤں	رخ	چہرہ
زنخدان	ٹھوڑی	کشتِ سخن	شاعری کی کھیتی
وصف دندان یار	محبوب کے دانتوں کی خوبی	وصفِ دندان یار	محبوب کے دانتوں کی خوبی

غزل کے اشعار کی تشریح

شعر۔۱ رنج و تألف پر جان کھویا کیا

اہ میرے اجالے میں رویا کیا

تشریح:

محبت ایک ایسا جذبہ ہے جس پر کسی کو اختیار نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی آگ ہے جو کسی سے لگائے سے لگتی ہے اور نہ ہو جانے میں کوئی چیز کارگر ہوتی ہے۔ محبت کی راہ پر چلنا کوئی آسان کام نہیں خوں اور دکھوں کے علاوہ محبوب کی بے رخی اور بے نیازی کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ کر میں اپنی تحیری کام میں صبر نے سکھائے شاعر نے اپنے محبوب کے چہرے کو دن کے اجالے سے اور اس کی زلفوں کو رات کی سیاہی سے تشبیہ دی ہے۔ کہتے ہیں کر میں اپنے محبوب کے چہرے اور بالوں پر جان قربان کرتا تا اور دن رات ان کی یاد میں ہی روتا یا۔

شعر۔۲ ہمیشہ لگے وصف دندان

یار قلم اپنا موتی پرویا کیا

تشریح:

شعر نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے محبوب کے دانت موتیوں کی طرح چمک دار ہیں۔ جب میں اپنے محبوب کے دانتوں کے اوصاف بیان کرتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرا قلم موتی پرو رہا ہے محبوب کی تعریف میں ان الفاظ یا موتیوں سے میرے دل کو سکون ملتا یا میری ساری شاعری ہی موتیوں کی مانند ہے۔

شعر۔3 کہوں کیا ہوئی عمر کن کے

بہر میں جاگا گیا بخت سویا کیا

تشریح:

شاعر میں زندگی کے بارے میں غلسفہ پیش کر رہا ہے کہ میں ساری عمر اکارت رہا بیسیاں جاگے گا عطب آگاہ رہنا ہے۔ شاید ہے بڑے طریقے سے آگاہ ہے مگر شاعر لبقی قسمت کا گلہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میری قسمت میں میرا ساتھ دینا۔ میری قسم تصویری میں لبقی آگاہی سے شاعر خواہ فاقدہ الحاسکا ہے نصیبی نے ہمیشہ بیتان کے رکھا اپنے غیر رشمن بن گئے۔ دیکھنے میں تو بظاہر انسان تھا لیکن میرے نصیب ہمیشہ سوئے رہے۔ وقت کبھی ساتھ دیا۔ کبھی شاعر نے آتش کی یوں ترجمانی کی ہے۔

شعر۔۴ رہی سیرے فکر کشت سخی

نہ جوتا کیا میں نہ بویا کیا

تشریح:

انسانی زندگی احساسات کا نام ہے اور شاعری دنیا کا نایہ حساس ترین انسان ہے۔ خیالات کو الفاظ کا رنگ دینا ان کا سب سے بڑا کمال ہے۔ دل کی بات لبوں پر اور پھر کی نوک پر لا کر آشکار کیجئے کہ میری شاعری کی کھیتی ہر وقت سرسبز شاداب رہی میری شاعری ہمیشہ ابھی رہی۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں نے اس لئے کچھ بھی نہیں کیا پھر یہ سرسبز شاداب ہے۔ یہ میرے لئے صفہ خداوندی ہے۔

شعر۔۵ برہمن کو بتوں کی حسرت رہی

خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

تشریح:

برہمن ہندوؤں کی سب سے اونچی ذات ہے جو کہ رت پرست ہیں۔ انسان حس پرست ہی ہے۔ سحل کرتا ہے۔ اس کے بارے میں چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کے قریب رہے اپنے دل کی بات اس سے کہے اور اس کے خیالات اپنے بارے میں جانے زبان سرہ لبان کے بارے میں پر کہہ رہا ہے۔ کہ اس سے کہو کہ اللہ نے بتوں کو قوت گویائی

نہیں دیا جس طرح میرا محبوب بھی مجھ پر نظر کرم اور نظر التفات کرنے سے دریغ کرتا ہے۔ میں نے اپنے دل کی بات لبوں پر لا کر اظہار محبت کیا ہے لیکن محبوب کی طرف سے اس کا کوئی مثبت جواب نہیں ملا ہے۔

شعر۔۶ مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا

وہ اشکوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

تشریح:

عشق مزاجی ہوں یا حقیقی، اپنے عشق کو ایک خاص قسم کا لطف دیتا ہے اور جب اس کا ہاتھ پڑ جائے تو ہجر اپنے ہی اشکوں سے ہاتھ دھو دھو کر غم کھانے ہم ، مصروف رہتا ہے۔ عشق کے میدا۔ جنبی رونق ہوتی ہے وہ صرف اور صرف عشق کی ڈبانوں کی بدولت ہوتی ہے بزم عشق کی رونقی ہمیشہ خون دل سے ہوتی ہے شاعر کہتا ہے جو غم شناس ہوتا ہے وہ اشکوں کو کھو دیتا ہے ہاتھ دھونا ہے رو رو کسی پیر کو کھو دینا ہے اشکوں سے ہاتھ دھونے سے شاعر کی مراد یہ ہے جب کوئی غم کا عادی ہو جاتا ہے تو ہجر کسی بھی خوشی کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آتے۔

شعر۔۷ زخدان سے آتش محبت رہی

کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

تشریح:

ہر عاشق کو اپنے محبوب کا حسن وجمال غیر معمولی لگتا ہے اور دنیا کی کوئی ہستی اسے اپنے محبوب سے زیادہ خوبصورت معلوم نہیں ہوتی۔ اس لیے خوبصورتی ، صفائی اور نفاست کی تعریف کرتا رہتا ہے۔ حسن وجمال میں اسے یکتا کیا جاتا ہے محبوب کی ہر ادا اسے پسند ہوتی ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے کو کنویں میں گر جانے تو اس کے لئے باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح میرے دل نے مجھے محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے میں مشغول کر دیا ہے اب مجھے اپنا کوئی ہوش نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں میری کیفیت بتانے والوں جیسی ہو گئی ہے۔

حل مشقی سوالات

درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟

جواب: شاعر نے ہمیشہ وصفِ یار، یعنی محبوب کے دانتوں کے وصف لکھے ہیں۔

(ب) شاعر کی عرکیسے بسر ہوئی ہے؟

جواب: شاعر کی عر فراغتِ خاطر یا گل فرصت کے حوالے سے سو کر بسر ہوئی یعنی ساری زندگی بے فکری میں گزار دی۔

(ج) شاعر نے اپنی گفتگو سخن کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: شاعر نے کہا ہے کہ یہی گفتگو سخن (شاعری کی گہرائی) اجر بے بہائی کے سزاوار مناسب ہی ہے۔

(د) ہر بحر کو کس بات کی حسرت رہی؟

جواب: ہر بحر کو اس بات کی حسرت رہی کہ خدا نے دہن کو موتے دانگیں نہیں بنایا۔

(ہ) شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟

جواب: شاعر کا قلم موتی، دانے سے مراد کر شاعری اور سفید یاقی نکلتی ہیں۔

۲۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔

وصفِ دندان	محبوب کے دانتوں کی خوبی اور محبوب کے دانتوں کی تعریف کرنا
فکرِ گفتگوئے سخن	شاعری کی گہری فکر مراد اشعار لکھنے کی فکر یا خوش۔

۳۔ متن کو بہ نظر رکھ کر عوام (الف) میں دیے گئے الفاظ کو عوام (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

عوام (الف)	عوام (ب)	عوام (ج)

ابھیرا	قسم	ابھارا
وصف	گہرائی	دندان
قلم	سخن	سخنی
عمر	ابھارا	ہنر
پانگا	دندان	سوا
فکر	سخنی	سخن
زنخدان	ہنر	گہرائی
مدا	سوا	قسم

۴۔ درج ذیل شعر میں موجود تشبیہ کے بارے میں اپنے استاد سے آگاہی حاصل کریں۔

ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار

قلم اپنا موتی، دوات گہر

جواب تشبیہ: کسی ایک چیز کو کسی خاص مشترکہ خوبی یا دانی کی بنا پر کسی دوسری چیز جیسا قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے متذکرہ بالا شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے یعنی جگمگاتے ہوئے ہیں شاعر کے محبوب کے دانت بھی بالکل ویسے ہی ہیں۔ اس لئے شاعر محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

۵۔ اعراب کے مدد سے لفظ واضح کریں۔

وصف، قلم، عمر، نکت، گفتگوئے سخن، ہر بحر، زنخدان

جواب: وصف، قلم، عمر، نکت، گفتگوئے سخن، ہر بحر، زنخدان

۶۔ الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

وصف، نکت، ہر بحر، زنخدان، آتش

الفاظ	معانی	جملے
وصف	خوبی	سچائی کا وصف ہر انسان میں ہونا چاہیے۔

نکت	قسمت	یہ کل بہت خوش نصیب انسان ہے۔
ہر بحر	ہمیشہ	ہر بحر میں خوش رہنے کی عادی ہوتے ہیں۔
زنخدان	خوبصورتی	چہرہ زنخدان خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔
آتش	آگ	اللہ تعالیٰ اہل زبان کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے۔

۷۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔ ابھیرا، پانگا، قسم، آگ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
ابھیرا	ابھارا	قسم	غوطی
پانگا	سوا	آگ	پانی

۸۔ درج ذیل مرکبات کے نام لکھیں۔ زنخ و لب، دندانِ یار، گفتگوئے سخن

جواب: زنخ و لب: مرکب عطفی ۔ دندانِ یار: مرکب اضافی۔ گفتگوئے سخن: مرکب اضافی

۹۔ غزل کو غور سے پڑھیں اور درج ذیل کے جواب دیں؟

(الف) اس غزل کا مطلع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ زنخ و لب بیان گویا کہ صبر مطلع کے حالے میں ہوا گویا

(ب) اس غزل کا مقطع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔ زنخدان سے آتش محبت رہی گویں میں مجھے دل ہوا گیا

(ج) اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

جواب: اس غزل میں گیا، ردیف ہے۔

(د) اس غزل میں موجود کوئی سے پانچ قوافی کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس غزل میں گویا، ہوا، یارا، سوا، ہوا، گویا، وصما اور ہوا قوافی ہیں۔

۱۰۔ پانچویں شعر میں شاعر نے کیا استعارہ استعمال کیا ہے؟

جواب: آتش نے غزل کے پانچویں شعر میں جنوں بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔